خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ ۱۱ جنوری ۱۹۹۵ء

روزنامہ الفضل ربوہ

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۵-۸۰ نمبر ۱۰ | بدھ ۹ شعبان ۱۴۱۵ھ ۱۱ صلح ۱۳۷۴ ہش ۱۱ جنوری ۱۹۹۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے۔ اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یادرکھو انسان کے اندر ایک بڑا چشمہ لذت کا ہے جب کوئی گناہ اس سے سرزد ہوتا ہے تو وہ چشمہ لذت مکدر ہو جاتا ہے اور پھر لذت نہیں رہتی۔ مثلاً جب ناحق گالی دے دیتا ہے یا ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر بدمزاج ہو کر بدزبانی کرتا ہے تو پھر ذوق نماز جاتا رہتا ہے۔ اخلاقی قویٰ کو لذت میں بہت بڑا دخل ہے۔ جب انسانی قویٰ میں فرق آئے گا تو اس کے ساتھ ہی لذت میں بھی فرق آجاوے گا۔ پس جب کبھی ایسی حالت ہو کہ انس و ذوق جو نماز میں آتا تھا وہ جاتا رہا ہے تو چاہئے کہ تھک نہ جاوے اور بے حوصلہ ہو کر ہمت نہ ہارے بلکہ بڑی مستعدی کے ساتھ اس گمشدہ متاع کو حاصل کرنے کی فکر کرے اور اس کا علاج ہے۔ توبہ' استغفار' تضرع۔ بے ذوقی سے ترک نماز نہ کرے بلکہ نماز کی اور کثرت کرے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۳۱۰)

انعام ملنے سے جو تکبر آجاتا ہے اس سے بچیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

ہر انعام کے ساتھ کچھ مشکلات بھی لگی ہوئی ہیں اور کچھ خطرہ بھی ہوتا ہے اور جس پر انعام نہیں ہوا ہوتا۔ وہ ذمہ داریوں سے بھی بچا ہوتا ہے۔ ایک جنگل میں رہنے والا انسان جس کو حکومت کے معاملات میں کچھ دخل نہیں، اس سے کسی قسم کی پرسش بھی نہیں۔ لیکن ایک وزیر جہاں بادشاہ کا مقرب اور منظور نظر ہے۔ وہاں اس کی ذمہ داریاں بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ اور جس طرح اس کے لئے یہ خوشی اور فخر کرنے کا مقام ہوتا ہے کہ اسے عزت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کے لئے یہ ڈرنے اور خوف کرنے کا بھی مقام ہوتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسی حرکت نہ ہو جائے کہ میں اپنے آقا کا معتوب ہو جاؤں۔ تو سورۂ فاتحہ اس طرف متوجہ کرتی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انعام مانگو۔ لیکن ساتھ ہی ان انعاموں کے ملنے پر یہ بھی خیال رکھو۔ کہ ایسے افعال میں نہ پڑ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کر بیٹھو۔ دیکھو جتنے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوتے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تکبر اور گھمنڈ میں آجاتے ہیں۔ چنانچہ امراء میں جس قدر تکبر۔ گھمنڈ۔ عداوت۔ بغض۔ کینہ۔ بیوفائی۔ بدعہدی وغیرہ وغیرہ افعال شنیعہ پائے جاتے ہیں۔ غرباء میں ان کی نسبت بہت کم ہوتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ان پر جو مصائب اور تکالیف آتی رہتی ہیں وہ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کئے رکھتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ انعام ایک اچھی چیز ہے۔ اس سے بہتر کیا ہو گا۔ پھر خدا تعالیٰ کا انعام۔ لیکن جہاں انعام کی جستجو ہو وہاں یہ خیال بھی رکھنا چاہئے کہ انعام ملنے سے جو تکبر خودی۔ کبریائی آجاتی ہے اس سے بچیں۔

(از خطبہ ۸- ستمبر ۱۹۱۶ء)

خلق اللہ سے کبھی بھی خیانت۔ ظلم۔ بدخلقی۔ ترش روئی ایزادہی سے پیش نہ آؤ۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

سب سے بڑا گناہ جو غفلت ہے اس سے اپنے آپ کو بچاؤ

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کا تقرر

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے مجلس انصار اللہ پاکستان کے صدر اور نائب صدر صف دوم سال ۱۹۹۵ء تا سال ۱۹۹۷ء کے لئے مندرجہ ذیل کو مقرر فرمایا ہے۔

۱۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب۔ صدر مجلس انصار اللہ پاکستان

۲۔ مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب۔ نائب صدر صف دوم

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان)

اسماء اراکین مجلس افتاء ۱۹۹۵-۱۹۹۴ء

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے آئندہ سال کے لئے ۳۰ نومبر ۱۹۹۵ء تک درج ذیل اراکین مجلس افتاء مقرر فرمائے ہیں۔

۱۔ مکرم و محترم مرزا عبد الحق صاحب (صدر)

۱۔ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (ایڈیشنل صدر)

۲۔ مکرم و محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل (سیکرٹری)

۳۔ مکرم و محترم مولانا چوہدری محمد صدیق صاحب۔ ۴۔ مکرم و محترم مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب ۵۔ مکرم و محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر۔ ۶۔ مکرم و محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر۔ ۷۔ مکرم و محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب ۸۔ مکرم و محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ ۹۔ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب۔ ۱۰۔ مکرم و محترم چوہدری عبد الرحمان صاحب۔ ۱۱۔ مکرم و محترم چوہدری ادریس نصر اللہ خان صاحب۔ ۱۲۔ مکرم و محترم مجیب الرحمان صاحب۔ ۱۳۔ مکرم و محترم شیخ مظفر احمد صاحب۔ ۱۴۔ مکرم و محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور۔ ۱۵۔ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد

باقی صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۱- صلح ۱۳۷۴ ہش ۱۱- جنوری ۱۹۹۵ء

دہریت کی رگ

دنیا میں انسانوں کی اکثریت کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کے وجود کو مانتی بھی ہے اور اس بات پر بھی یقین رکھتی ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کے اعمال کا حساب لیتا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو اسے گناہ سے دور رکھتی ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو باوجود خدا کو ماننے کے بھی گناہ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کیلئے) اس سلسلے میں فرماتے ہیں۔

"کیا سبب ہے کہ انسان باوجود خدا کو ماننے کے بھی گناہ سے پرہیز نہیں کرتا در حقیقت اس میں دہریت کی ایک رگ ہے۔ اور اس کو پورا پورا یقین اور ایمان اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوتا۔ ورنہ اگر وہ جانتا کہ کوئی خدا ہے جو حساب کتاب لینے والا ہے اور ایک آن میں اس کو تباہ کر سکتا ہے تو وہ کیسے بدی کر سکتا ہے"۔

گویا کہ انسان خدا کو مانتا بھی ہے لیکن چونکہ اسکے دل میں اسکی صفات کے متعلق پورا پورا یقین موجود نہیں ہوتا اور اس یقین کا فقدان اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ وہ خدا کو ماننے کے باوجود اس پر اسطرح ایمان نہیں لاتا جس طرح کہ ایمان لانے کا حق ہے۔ کیونکہ اگر انسان یہ مانے کہ خدا تعالیٰ اسے ہر لمحہ دیکھتا ہے اور اسکے اعمال کی جزا سزا دینے پر قادر ہے اور وہ واقعی جزا سزا دیتا بھی ہے تو کسطرح ممکن ہے کہ انسان ایسی بات کرے جسے خدا تعالیٰ کے احکام سے گریز سمجھا جائے۔ خدا تعالیٰ کو مانتے ہوئے۔ اسکے وجود پر یقین رکھتے ہوئے اور اسکے متعلق یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ جزا سزا کا مالک ہے۔ انسان ہرگز گناہ نہیں کر سکتا۔ لیکن جیسا کہ حضرت صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کیلئے) نے فرمایا ہے انسان میں دہریت کی ایک رگ ہے۔ خدا کو مانتا بھی ہے اور نہیں بھی مانتا۔ گویا اسکا ایمان کچا ایمان ہے۔ مانتا ہے لیکن اسطرح مانتا ہے کہ گویا خدا شائد موجود ہی نہ ہو اور اگر موجود ہے تو شائد وہ کسی بات پر قادر نہ ہو۔ اور اگر کسی بات پر قادر ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے اعمال کی جزا سزا نہ دیتا ہو۔ یہی دہریت کی رگ انسان کو گناہ کی طرف لے جاتی ہے۔ کیونکہ اگر اسے یہ یقین ہو کہ جزا سزا میں اس کیلئے اچھائی بھی ہے۔ اس کیلئے بقا بھی ہے۔ اور تباہی بھی ہے۔ اگر وہ گناہ کرے گا تو پکڑا جائے گا۔ اور پکڑا جانے کا مطلب ہے اسے سزا ملے گی۔ اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا ملے گی تو اسے تباہی سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اگر ان باتوں پر اس کا ایمان ہو اور پورا پورا یقین ہو تو یقیناً وہ صرف وہی باتیں کرے گا جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہیں۔ اور ہر وہ بات جو گناہ کہلا سکتی ہے اس سے گریز کرے گا۔

پس حضرت صاحب کے اس ارشاد کے مطابق ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی اس دہریت کی رگ کو اپنے اندر سے نکال باہر پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ پر پورا پورا ایمان لائیں اور ہمیں اس بات کا یقین ہو کہ ہمارے اعمال کی جزا سزا ملنے والی ہے۔ اور جزا سزا بھی چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی ہے اس لئے اگر وہ ہمارے لئے اچھی ہے تو بہت اچھی ہے اور اگر اچھی نہیں ہے تو خدانخواستہ وہ ہمیں تباہ کرنے والی ہے۔ وہ ہمیں تباہ کر سکتی ہے۔ اگر ہم اس یقین اور ایمان کے ساتھ اعمال بجالائیں تو اس بات کا ہرگز کوئی امکان نہیں کہ ہم غلط راستے پر چل پڑیں۔ ہم غلط کام کریں۔ ہم گناہ کی زہر کھانے لگ جائیں۔ یہ بات بھی ہے کہ اگر ہم گناہ کو واقعی زہر سمجھیں تو اس کے کبھی قریب نہ جائیں۔ اور وہ یقینی طور پر زہر ہے۔ ایسی زہر جس سے ہم اپنی زندگی، جسمانی اور روحانی، کی بقا کے خلاف کام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے اندر سے دہریت کی رگ نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ پر پورا پورا یقین اور ایمان لائیں۔ اور اس بات سے کبھی بے خبر نہ ہوں کہ خدا تعالیٰ حساب کتاب لینے والا ہے۔ اور جب وہ حساب کتاب لیتا ہے تو جہاں اس کی عطا کی جانے والی جزا ہمارے لئے بہت اچھی ہے اور مفید ہے وہاں اس کی طرف سے دی جانے والی سزا ہمیں تباہ بھی کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم کسی بدی کے قریب تک نہ جائیں۔ ہمارا ہر کام نیک ہو اور ہماری نیکی دوسروں کو بھی نیکیوں کی طرف مائل کرے۔

میرے حالات تو نہیں بدلے
دیر لگتی ہے کچھ بدلنے میں
مجھ کو ہے انتظارِ صبح مگر
رات آتی نہیں ہے ڈھلنے میں

ابو الاقبال

○

گلی گلی جل اُٹھے الاؤ، دھواں دھواں ہو گئیں فضائیں
کوئی بتائے سکونِ دل اور نظر کی ٹھنڈک کہاں سے لائیں

ہماری تدبیر جستجو کی بڑھا گئی راستے کی دُوری
سُنا ہے ملتے ہیں وہ اُسی سے جسے صدا دے کے وہ بلائیں

مری حقیقت چھُپا سکیں گے یہ میرے دیوار و دَر کہاں تک
خدا کرے پتھروں کے ملبے مری نگاہوں سے چھپ ہی جائیں

مرے تحمّل کی داد پا کر وہ گھُورتے ہیں تو گھُورنے دو
مجھے یقیں ہے اِنہیں کے سر پر سوار ہونگی مری بلائیں

پیوں پلاؤں تو مَیں سزا وار ہوں تمہاری ہر اِک سزا کا
مگر مجھے تم معاف رکھنا اگر کبھی چھا گئیں گھٹائیں

نسیم دُنیا کے چل چلاؤ میں کون، کب تک، کہاں رہے گا
وہ پوچھتے ہیں پتہ تمہارا تمہیں بتاؤ کہ کیا بتائیں

نسیم سیفی

بقیہ صفحہ ۱

صاحب۔ ۱۶۔ مکرم و محترم سید عبدالحی شاہ صاحب۔ ۱۷۔ مکرم و محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز۔ ۱۸۔ مکرم و محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب۔ ۱۹۔ مکرم و محترم ڈاکٹر محمد علی خان صاحب۔ ۲۰۔ مکرم و محترم مبشر احمد صاحب کاہلوں۔ ۲۱۔ مکرم و محترم پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی۔ ۲۲۔ مکرم و محترم چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب۔ ۲۳۔ مکرم و محترم عبدالسمیع خان صاحب۔ ۲۴۔ مکرم و محترم نواب منصور احمد خان صاحب۔

اعزازی ممبران

۱۔ مکرم و محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب
۲۔ مکرم و محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب (غانا)
۳۔ مکرم و محترم مظفر احمد صاحب ظفر (امریکہ)
۴۔ مکرم و محترم عبدالسلام صاحب میڈسن (ڈنمارک)

چندہ تحریک جدید میں دفاتر کا تعین ہے

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے تحریک جدید کے سال نو کا اعلان فرماتے ہوئے دفاتر کا تعین ضروری قرار دیا ہے۔ اس لئے عہدیداران جماعت سے گذارش ہے کہ ہر رقم کے ساتھ دفتر کا تعین کرنے کے لئے حسب ذیل نشانات استعمال کریں۔

دفتر اول کیلئے ا جو ۱۹۳۴ء سے شروع ہوا
دفتر دوم کیلئے اا جو ۱۹۴۴ء سے شروع ہوا
دفتر سوم کیلئے ااا جو ۱۹۶۵ء شروع ہوا
دفتر چہارم کیلئے IV جو ۱۹۸۵ء سے شروع ہوا

وعدہ کرنے والے فرد سے شمولیت کا سال دریافت کر کے ان کے وعدے کا دفتر متعین کیا جا سکتا ہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

این چہ حمق است و این چہ بیراہی
کہ بجہل است لافِ آگاہی

یہ کیسی بیوقوفی اور گمراہی کی بات ہے کہ تو جاہل ہو کر علم کی لاف مارتا ہے

چوں رَوی از قیاسِ خود بر ہے
کہ ندیدی بعمرِ خویش گہے

تو محض قیاس سے ایسی راہ پر کس طرح چل سکتا ہے جسے تو نے عمر بھر میں کبھی بھی نہیں دیکھا

چون شد از عالمِ دِگر خبرت
مادرت دیدہ بود یا پدرت

تجھے عالمِ آخرت کی خبر کیونکر ہو گئی کیا تیری ماں نے اسے دیکھا تھا یا تیرے باپ نے

ور ندید است کس چساں دانی
کم خرام اے دنی بعریانی

اگر کسی نے نہیں دیکھا تو پھر تجھے کیونکر معلوم ہوا اے کمینے ننگا ہوتے ہوئے مٹک کر نہ چل

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں کہ انسان کے لئے جاہل ہو کر علم کی لاف مارنا ایک انتہائی بیوقوفی اور گمراہی کی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا علم چاہے کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو وہ سمندر میں ایک قطرے کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ ہر چیز کا علم 'ہر چیز کے ہر پہلو کا علم' یہ تو کسی شخص کو بھی حاصل نہیں۔ پھر اگر ایسی صورت میں انسان یہ سمجھے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے 'اسے ہر بات کا علم ہے تو یہ اس کی بیوقوفی اور گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو انسان کر سکتا ہے کہ خود اندازے لگائے 'قیاس کرے اور ایسا کرنے کے بعد کسی بات کو اپنے علم کے طور پر ظاہر کرے لیکن یہ کہاں تک درست اندازے ہوں گے اور کہاں تک درست قیاس ہوگا۔ یہ تو اسے بھی علم نہیں ہے اور اگر اسے بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس کے اندازے اور اس کے قیاس کس حد تک درست ہو سکتے ہیں تو وہ جو بات کہہ رہا ہے اس کے متعلق اسے کس طرح یقین ہو سکتا ہے کہ وہ درست ہے۔ جو راستہ انسان نے ساری عمر نہیں دیکھا اس پر قیاس اور اندازے کے ذریعہ چلنے سے کبھی یقینی طور پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر رستہ دیکھا ہوا ہو تو انسان پہچان لیتا ہے کہ کس موڑ سے کس طرف جانا ہے اور اگر رستہ پہلے نہ دیکھا ہوا ہو تو اتنی سی بات کہ جانا دائیں طرف تھا اور مڑ گیا بائیں طرف کو اس میں اور اس کی منزل میں کوسوں فاصلہ ڈال سکتی ہے۔ کیونکہ جس شخص نے دائیں طرف جانا تھا وہ غلطی سے بائیں طرف چلا گیا۔ منزل تو اس کی دائیں طرف تھی اب وہ بائیں طرف چلتا چلا جائے گا۔ اور اسے منزل نظر نہیں آئے گی۔ تو انسان اپنے اندازوں اور اپنے قیاس سے یقینی طور پر درست بات یا درست کام کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔

لوگ دوسری دنیا کے متعلق اپنے اندازے اور قیاس سے باتیں کرتے ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب وہ دنیا کسی نے دیکھی ہی نہیں اور مخاطب سے فرماتے ہیں کہ جب تیری ماں نے اور تیرے باپ نے وہ دنیا نہیں دیکھی تو تجھے کس طرح اس کی خبر ہو گئی تو کس طرح اپنے اندازے اور اپنے قیاس سے اس کی کیفیات بیان کرنے لگا ہے۔ یہ تو ہو سکتا تھا کہ کسی کی ماں نے یا اس کے باپ نے وہ دنیا دیکھی ہوتی اور اسے آکر بتایا ہوتا اور وہ پھر ان کی بتائی ہوئی باتوں کو آگے دہراتا۔ لیکن جب کسی نے اس دنیا کو دیکھا ہی نہیں تو پھر تو صرف وہ باتیں دہرانی چاہئیں جو خدا تعالیٰ نے بتائی ہیں۔ انسان کو اپنے اندازے اور قیاس کے ذریعے غلط سلط باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب کسی نے نہیں دیکھا تو تم کو کس طرح معلوم ہو گیا کہ وہ جہان کیسا ہے وہ دنیا کیسی ہے۔ آخرت میں کیا کچھ ہو گا۔ علم سے بے بہرہ ہونے کے باوجود ان باتوں پر یقین کے ساتھ کچھ کہنا بالکل ایسا ہی ہے کہ کسی شخص نے کپڑے تو نہ پہنے ہوئے ہوں اور وہ بڑا مٹک مٹک کر چلے۔

حضرت صاحب یہاں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیاءؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی باتیں بتانے والے تو انبیاءؑ ہیں جو شخص انبیاءؑ کا انکار کرتا ہے وہ علم کے لحاظ سے اندھا ہے اور متکبر ہے۔ اور یہ دونوں باتیں انسان کو سیدھے راستے پر چلنے میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔

پس حضرت صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) ہم سب کی توجہ اس بات کی طرف دلاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ باتیں ہمیں ماننی چاہئیں اور انہی باتوں کو ہمیں اپنے علم کا مأخذ بنانا چاہئے۔ خدا کرے کہ ہم سب ان اشعار کے مطابق اللہ تعالیٰ کی باتوں پر کان دھرنے والے ہوں اور انہی باتوں پر اپنے علم کی بنیاد رکھیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی۔

علمی مسائل

فرماتے ہیں:۔

اصل بات یہ ہے کہ پرانے زمانے میں عام طور پر الگ الگ شہروں کی حکومتیں ہوا کرتی تھیں اور یہ علاقہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام رہتے تھے یہ تو اس وقت باقاعدہ حکومتوں سے بالکل خالی تھا۔ ہر شہر یا قصبہ یا چند قصبات کی اپنی الگ حکومت ہوتی تھی۔ جو جمہوریت کا رنگ رکھتی تھی۔ کبھی کوئی مَلِک حاکم ہوتا تھا۔ کبھی صرف شہر کے روساء مل کر امور سیاسیہ کو طے کر لیا کرتے تھے۔ سدوم اور عمورا دونوں بستیاں جن سے حضرت لوط علیہ السلام کا تعلق تھا۔ ایسی ہی شہری حکومتوں میں سے تھیں اور شہر کا مَلِک ہی ان کا بادشاہ ہوتا تھا۔

(دیکھو پیدائش باب ۱۴)

طالمود جو یہود کی روایات اور تاریخ کی کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ان بستیوں کے لوگ مسافروں کو لوٹ لینے کے عادی تھے۔

(دیکھو جیوئش انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ سدوم)

اور جو قوم ہمسایہ کو اس طرح دکھ دے گی وہ ان سے خائف ہی رہے گی کہ وہ بھی کسی وقت اسے نقصان نہ پہنچائیں اور سدوم والوں سے تو ہمسایوں کی عملاً بھی لڑائی رہتی تھی۔

(دیکھو پیدائش باب ۱۴ ایک 'دو)

اس سبب سے یہ لوگ غیر معروف آدمیوں کو شہر میں آنے نہیں دیتے تھے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ رات کو شہر کے دروازے کھول دیں اور دشمن سوتے میں آکر حملہ کر دیں۔ حضرت لوط علیہ السلام چونکہ سنت انبیاء کے مطابق مہمان نواز تھے۔ وہ مسافروں کو لے آئے۔ کہ باہر رہیں گے تو لوٹے جائیں گے۔ یہ لوگ ان کو منع کرتے جیسا کہ ثابت ہے۔ اس دفعہ جب پھر حضرت لوط علیہ السلام آنے والے رسولوں کو لے آئے۔ تو یہ لوگ ایک طرف تو غصے سے بھر گئے۔ کہ ہماری ہدایت کے خلاف یہ اجنبیوں کو لے آئے ہیں اور دوسری طرف خوش بھی ہوئے کہ اب لوط علیہ السلام کو پکڑنے کا بہانہ مل جائے گا اور یہ قصہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا جب یہ لوگ دوڑتے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو چونکہ یہ جانتے تھے کہ یہ لوگ پہلے بھی مجھے مہمان لانے سے روکتے رہے ہیں اس لئے وہ اس پہلے سلوک کی وجہ سے جو وہ لوگ ان سے کیا کرتے تھے۔ ڈرے کہ کہیں مہمانوں کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کریں۔ اور ان لوگوں سے کہا کہ میری بیٹیاں یہاں موجود ہیں۔ (ان کی دو بیٹیوں کی اس شہر کے دو آدمیوں سے شادی ہو چکی تھی) وہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہیں۔ یعنی مہمانوں کو رسوا کر کے نکالو گے تو اس میں تمہاری بدنامی ہے۔ تم کو خوف ہے کہ باہر کے لوگوں سے مل کر میں تم کو نقصان نہ پہنچاؤں تو میری بیٹیاں تمہارے اپنے گھروں میں موجود ہیں تم ان کو سزا دے کر مجھ سے بدلہ لے سکتے ہو۔ اس طرح تمہاری بدنامی بھی نہ ہو گی۔

بعض لوگوں نے تورات کی اتباع میں اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا۔۔۔ لیکن مہمانوں سے کچھ نہ کہو۔ مگر یہ معنی نبی کی شان کے خلاف ہیں۔ وہ سب لوگوں سے زیادہ باغیرت ہوتے ہیں۔ ایسا کام جسے ادنیٰ سے ادنیٰ لوگ بھی نہیں کر سکتے وہ کیوں کرنے لگے۔ ایسا مقابلہ کے وقت میں تو بدکار لوگ بھی کبھی یہ تجویز پیش نہیں کر سکتے۔ پس یہ غلطی ان سے تورات کی نقل کی وجہ سے ہوئی ہے۔ کلام الٰہی میں بدکاری کا کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا۔ انہوں نے صرف شہر والوں کے خوف کو اس طرح دور کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ سمجھایا ہے کہ جب میرے عیال تمہارے قبضے میں ہیں تمہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ میں تمہارا دشمن ہوں۔ اور دوسرے لوگوں سے مل کر تمہارے شہر کو کوئی نقصان پہنچاؤں گا۔ اگر یہ بات تمہاری سمجھ میں آجائے تو اس پر عمل کرنا تمہاری عزت کے قیام کے لئے اچھا ہو گا۔ اور مہمانوں کو ذلیل کرنے کے عیب سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے

جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

اس وقت ایک ۴۳ سالہ پرانی تصویر میرے سامنے ہے۔ اس میں بائیں سے دائیں جانب محترم پیر معین الدین صاحب‘ محترم عزیز دین صاحب‘ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ‘ اور محترم عزیز دین صاحب کے ایک فرزند موجود ہیں۔ یہ ۱۹۵۱ء کی بات ہے اور تصویر کسی بہت اہم عمارت کے سامنے اس کے جنگلے کے قریب لی گئی تھی۔ پیر معین الدین صاحب ان دنوں انگلستان میں پرفیومری کے اسباق لیا کرتے تھے۔ اسباق لینے سے یہ مراد نہیں کہ وہ کسی کلاس میں داخل تھے بلکہ وہ سیکھ رہے تھے کہ پرفیومری کی مختلف اشیاء کس طرح بنائی جاتی ہیں۔ کہاں سے سیکھتے تھے اور کس طرح سیکھتے تھے۔ اس کا تو مجھے کچھ علم نہیں لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ وہ جب جی چاہتا تھا ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرے ہاتھ کی انگلیاں ملتے ہوئے تشریف لے آتے تھے اور سنگھانے کی خواہش رکھتے تھے۔ سونگھ کے دیکھو کیسی ہے خوشبو۔ وہ کسی عطر کی خوشبو ہوتی تھی یا ہو سکتا ہے کسی اور چیز کی خوشبو۔ لیکن جو خوشبوئیں انہوں نے ہمیں سنگھائیں وہ واقعی نہایت لذیذ تھیں۔ معلوم نہیں لذیذ کا لفظ یہاں درست ہے کہ نہیں۔ لیکن چونکہ اب تک ان کی خوشبو ذہنی طور پر ہمارے پاس موجود ہے اور ان کی لذت ہم حاصل کرتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ لذیذ کا لفظ استعمال کرلینے میں کوئی حرج نہیں۔

محترم چوہدری ظہور احمد صاحب اور محترم پیر معین الدین صاحب کی آپس میں بڑی گاڑھی چھنتی تھی۔ اور بعض اوقات نہایت محبت اور پیار سے گتھم گتھا بھی ہو جاتے تھے۔ محترم پیر صاحب نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنے آپ کو چھڑا لیتے اور محترم باجوہ صاحب ان کا ہاتھ پکڑ کر کوشش یہ کرتے کہ وہ پکڑے ہی رہیں۔ بہرحال یہ دن بڑے اچھے تھے اور ان دونوں کا آپس میں پیار اور ان کی آپس میں محبت دوسروں میں بھی سرایت کرتی تھی۔ چنانچہ غالباً انہی دونوں کی وجہ سے وہاں کا ماحول بڑا خوش گوار تھا۔ اس وقت تک یہ علم نہیں تھا کہ محترم پیر معین الدین صاحب کی شادی کہاں ہو گی یعنی ہمیں علم نہیں تھا۔ غالباً انہیں اس بات کا اشارہ مل چکا تھا۔ اور وہ کسی نہ کسی رنگ میں اس بات کا اظہار کر دیا کرتے تھے۔ اگرچہ اشاروں اور کنایوں میں۔ اور ہمیں اس بات سے خوشی ہوتی تھی‘ مجھے خاص طور پر‘ کیونکہ میں محترم پیر معین الدین صاحب کے والد صاحب محترم پیر اکبر علی صاحب کا اس لئے مرہون منت ہوں کہ مجھے بی۔اے۔ میں رام سکھ داس کالج میں داخلہ دلوانے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ وقت گزر چکا تھا اور ہو سکتا تھا کہ میں داخل نہ ہو سکتا اور یہ یقینی بات ہے کہ اگر میں اس وقت کالج میں داخل نہ ہو سکتا تو کبھی بی۔اے۔ کی تعلیم حاصل نہ کر سکتا۔ اس لئے میں محترم پیر اکبر علی صاحب کی وجہ سے محترم پیر معین الدین صاحب سے بھی نہ صرف محبت رکھتا ہوں بلکہ ان کی عزت بھی کرتا ہوں۔ ان دنوں انہیں آپس میں پیار و محبت سے رہتے ہوئے اور نہایت شیریں گفتگو کرتے ہوئے دیکھ کر اور سن کر دل میں محبت کے سوتے پھوٹتے تھے۔

ان کے آگے محترم عزیز دین صاحب ہیں۔ یہ خدا کے فضل سے سلسلے کے فدائی‘ عام طور پر مشن ہاؤس میں ہی نظر آتے تھے۔ اگرچہ ان کا اپنا کاروبار تھا لیکن وہ عام طور پر مشن ہاؤس میں ہی دکھائی دیتے تھے۔

مجھے سب سے پہلے ان سے یوں واسطہ پڑا کہ میں اچکن پہننے لگا تو انہوں نے اچکن پیچھے سے پکڑ کر مجھے پہنانی شروع کر دی۔ میں نے تھوڑا سا احتجاج کیا۔ کہ نہیں! نہیں! آپ ایسا نہ کریں۔ میں اس بات کو بالکل عجیب سمجھتا تھا۔ وہ کہنے لگے۔ نہیں۔ یہاں ایسے ہی ہوتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ لوگ ایک دوسرے کو اسی طرح کوٹ پہنا دیتے ہیں۔ آسانی سے پہنا جاتا ہے۔ بہرحال بعد میں پتہ چلا کہ واقعی ان کی بات درست تھی۔ جب بھی کوئی شخص کوٹ پہننے لگتا ہے۔ اور اس کے پاس ہی کوئی اور دوست کھڑا ہو تو وہ بڑی آسانی کے ساتھ کوٹ اس کے پیچھے سے اس کے بازوؤں میں ڈال کر اسے کوٹ پہنا دیتا ہے۔ ان کے ساتھ‘ جتنا وقت گزرا نہایت اچھا گزرا۔ بذلہ سنج تھے۔ بات سے بات نکالتے تھے۔ جماعت کے متعلق بہت واقفیت رکھتے تھے۔ اور پھر ان کے ساتھ تو ایک دفعہ سکاٹ لینڈ کا سفر بھی کیا۔

محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ میں اس وقت ایک خصوصیت یہ نظر آرہی ہے کہ پیر معین الدین صاحب اور محترم عزیز دین صاحب تو ننگے سر ہیں لیکن محترم باجوہ صاحب نے بطور مربی انچارج ہونے کے سر پر ٹوپی پہنی ہوئی ہے اور اس طرح یہ بات واضح ہے کہ انہیں مربی ہونے کا احساس تھا اور یہ احساس ان میں ایک وقار کی رَو دوڑا دیتا تھا۔

محترم چوہدری صاحب کے متعلق پہلے میں کچھ باتیں بیان کر چکا ہوں۔ خاص طور پر ان کی نوازشات‘ وہ کس طرح میرے ساتھ پیار اور محبت کا سلوک کرتے تھے اور غالباً اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ جب میں اور محترم چوہدری صاحب دلی میں ملازم تھے اور یہ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۴ء تک کا زمانہ ہے تو کچھ عرصہ کے لئے ہم دونوں بعض دیگر دوستوں کے ساتھ جن میں محترم شیخ مبارک احمد صاحب ابن محترم خان صاحب فرزند علی صاحب‘ محترم حسن عارف صاحب‘ سابق نائب وکیل التبشیر اور بعض اور دوست اکٹھے ایک ہی چھت کے نیچے رہتے تھے۔ میرے پاس جو گورنمنٹ کا ملا ہوا کوارٹر تھا۔ اس میں ہم دوست رہائش پذیر تھے اور یہ وقت بہت اچھا گزر رہا تھا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ ہم میں سے ایک دوست شعر کہنے لگتا اور وہ کہتا کہ میں نے پچاس شعر کہہ لئے ہیں۔ اس کے مقابلے پر ایک اور شخص‘ وہ بھی شعر کہنے شروع کر دیتا اور وہ کہتا کہ میں نے ساٹھ شعر کہہ لئے ہیں۔ حالانکہ دونوں شعر سے بالکل نابلد ہوتے۔ اور پھر ایک اجلاس میں یہ دونوں دوست اپنے اپنے اشعار سناتے اور ہمارے لئے خاصا لطف اندوزی کا سامان مہیا کرتے۔

انہی دنوں محترم عبدالحق صاحب ورک (اب وفات یافتہ) نئے نئے احمدی ہوئے تھے وہ بھی تشریف لے آتے۔ وہ چونکہ نہایت سادہ مزاج تھے اور کبھی یوں لگتا تھا کہ ابھی ابھی گاؤں سے آئے ہیں اس لئے ان کے ساتھ بھی بہت اچھا وقت گزرتا تھا۔ کچھ آپس میں مذاق کا رنگ بھی پیدا ہو جاتا تھا لیکن مذاق ایسا جس سے کسی کو تکلیف نہ ہو کسی کو دکھ محسوس نہ ہو بلکہ سب کی خوشی کا باعث اور سب کی ہنسی کا باعث ہو۔

محترم چوہدری ظہور احمد صاحب کے بعد چوہدری عزیز دین صاحب کا ایک بیٹا کھڑا ہے اب مجھے معلوم نہیں کہ ان کا یہ بیٹا کہاں ہے اور کس حال میں ہے لیکن مجھے یاد ہے کہ جب میں انگلستان میں تھا‘ تو محترم عزیز دین صاحب کے ہاں دعوت پر ان سے ملاقات ہوتی تھی۔ ان کی ایک ہمشیرہ بھی تھی اس کے بعد جب محترم عزیز دین صاحب نے دوسری شادی کی جو ایک پاکستانی خاتون سے تھی (اس بچے کی والدہ انگریز تھی) ان میں سے ایک بیٹی کے ساتھ محترم مبارک احمد صاحب ساقی کے بیٹے منصور کی شادی ہوئی۔ کچھ عرصہ ہوا وہ دونوں اور مبارک احمد صاحب ساقی کی بیٹی سارہ اور ان کے خاوند بھی پاکستان تشریف لائے تھے۔ اور الفضل کے دفتر کو بھی انہوں نے نوازا اور ہم انہیں دارالضیافت میں بھی جا کر ملے اور ان سے باتیں کر کے پرانی یادیں تازہ کیں۔ ان یادوں میں سے اکثر حصہ مکرم محترم مبارک ساقی صاحب کی بیگم میری پرٹ کا تھا جن کے ساتھ ہم نے کچھ وقت گزارا ہوا تھا اور جنہوں نے ہمارے اخبار زوتھ کے لئے کچھ عرصہ تک ایک خواتین کا صفحہ ترتیب دینے کا فریضہ بھی سرانجام دیا تھا۔ اس تصویر کو "کاغذی ہے پیرہن" میں اس لئے شامل کیا جا رہا ہے کہ بچے کے علاوہ تینوں افراد خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے بزرگ احباب میں شامل ہیں۔ محترم عزیز دین صاحب تو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیر معین الدین صاحب اور مکرم ظہور احمد صاحب باجوہ کی عمروں میں برکت دے اور تادیر انہیں خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

میاں محمد ابراہیم

کلمۃ الحکمت

ایک دفعہ مجھے نزلہ زکام کی شکائت ہو گئی۔ میں نے حضرت صاحب کی طرف۔ حضرت امام الثانی۔ رخ کیا۔ اس وقت تک ابھی قادیان میں بجلی کی رَو نہیں آئی تھی۔ اور بالعموم مٹی کے تیل کے لیمپ کی روشنی میں پڑھنے پڑھانے کا کام لیا جاتا تھا۔ حضرت صاحب نے مجھے لکھایا کہلوایا کہ مٹی کے تیل کے قریب نہ بیٹھا کرو۔ میں نے اس ہدایت کی پابندی کی اور میری شکایت اللہ کے فضل سے دور ہو گئی۔

اسی طرح مجھے ایک مرتبہ کسی اور تکلیف نے آدبایا۔ کافی دن اس عارضہ سے بیمار رہا۔ آپ نے از راہ شفقت دوائی بھجوائی اور ساتھ ہی دعا بھی کی جب تک بیماری کا دور رہا ہم آپ کو باقاعدہ اطلاع دیتے رہے۔ لیکن جیسا کہ ہمارے ہاں دستور ہے بیماری دور ہو جانے پر حضرت صاحب کو اطلاع نہ دی۔ حالانکہ حضرت صاحب کو اس معاملہ میں خاصی تشویش رہی۔

کچھ عرصہ کے بعد پھر ایک مرتبہ اسی بیماری نے زور دکھایا اور میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں دوا اور دعا کے لئے لکھا۔ آپ نے فرمایا دعا تو ہم کریں گے لیکن دوائی نہیں تجویز کریں گے۔ کیونکہ بیماری سے نجات پا جانے کے بعد آپ لوگ اطلاع نہیں دیتے کہ آپ صحت یاب ہو چکے ہیں۔ اور ہم فکرمند رہتے ہیں۔

باقی صفحہ ۶ پر

عنایت اللہ ——— تلخیص- ابو طاہر فارانی

بدر سے باٹا پور تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستانی عسکریوں کی جاں سپاریاں

سیالکوٹ بھارتی ہائی کمان کے پلان کے مطابق انڈین آرمی کا دوسرا بڑا حملہ سیالکوٹ پر تھا۔ بھارتیوں کے تباہ شدہ ٹینکوں اور جنگی قیدیوں سے جو اپریشن آرڈر ملے ہیں۔ ان سے تصدیق ہوئی کہ سیالکوٹ پر بکتر بند ڈویژن سے حملہ کیا جائے گا اور یہ ڈویژن سیالکوٹ کے دفاع کو کچلتا ہوا گوجرانوالہ اور وزیر آباد کے درمیان جی ٹی روڈ کو کٹ کرکے چناب تک کے علاقے پر قبضہ کرلے گا۔ اگر اس وقت تک لاہور کا دفاع کمزور نہ ہوا تو یہ ڈویژن ایک انفنٹری اور ایک ماؤنٹین ڈویژن کی مدد سے لاہور کے دفاع کو عقب سے دبوچ لے گا۔

ہائی کمان یعنی جنرل چوہدری نے اس کامیابی کا عرصہ بہتر گھنٹے اور حملے کا وقت لاہور پر حملے سے اڑتالیس گھنٹے بعد مقرر کیا تھا۔ چنانچہ سیالکوٹ پر بکتر بند ڈویژن کا حملہ ۸۔ دسمبر کی صبح ہوا۔ اور جس قوت سے ہوا' اس کے پیش نظر کوئی بھی جنگی مبصر پیش گوئی کر سکتا تھا کہ اس قدر قوت کا حملہ ناکام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے حملے کو روکنے والی جو قوت تھی وہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں تھی۔ حملہ آوروں کی قوت یہ تھی۔ نمبر ایک بکتر بند (ٹینک) ڈویژن میں دو ٹینک رجمنٹیں' ۶۲ کیولری اور ۲۔ رائل لانسرز اضافی تھیں۔ گویا بکتر بند کی قوت ایک ڈویژن سے زیادہ تھی۔ اس کے ساتھ نمبر چھبیس انڈین انفنٹری ڈویژن اور نمبر ۶ ماؤنٹین ڈویژن تھا اور پیش قدمی کی شدت اور برق رفتاری کو برقرار رکھنے کے لئے ساتھ ایک اور لڑاکا موٹرائزڈ بریگیڈ تھا۔ اس بے پناہ لشکر کو مدد دینے کے لئے توپ خانے کی کم و بیش پانچ سو توپیں تھیں جن میں مارٹر گنیں بھی شامل ہیں۔ یہ سارا لشکر پوری کور تھی جس کی کمان ایک اینگلو انڈین لیفٹیننٹ جنرل ڈن کر رہا تھا۔

اس کے مقابلے میں سیالکوٹ کے دفاع کے لئے بریگیڈئر (اب میجر جنرل) عبدالعلی ملک کا پیادہ بریگیڈ تھا اور ان کے دائیں بریگیڈیئر (اب میجر جنرل) امیر عبداللہ خان نیازی کا ادھورا بریگیڈ تھا۔ جسے دو پلٹنیں اور ڈیڑھ سکواڈرن ٹینک یونٹ کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ توپوں کا تناسب بھی یہی تھا۔

جنرل عبدالعلی ملک کو سیالکوٹ کے مشرق میں سرحد سے پرے سامبا کے علاقے میں شک تھا کہ بھارتی بکتر بند ڈویژن وہاں جمع ہو رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی سوچ لیا کہ بکتر بند سے ٹکر اسی میدان میں ہوگی۔ حالانکہ دشمن ان کے دائیں طرف حملے کا دھوکہ دے رہا تھا جہاں جنرل نیازی تھے یعنی ظفروال کے علاقے میں اس سے بھی دائیں جسڑ کے مقام پر بھی دشمن نے حملے کا دھوکہ دیا۔ وہاں بریگیڈیئر (اب میجر جنرل) مظفر الدین تھے جنہوں نے آگے بڑھ کر دشمن کو اس انداز سے الجھا لیا کہ اس کے دھوکے کا اثر نہ سیالکوٹ محاذ پر پڑنے دیا نہ لاہور محاذ پر۔

انہوں نے جسڑ کا پل اڑا کر دشمن کے تمام تر دھوکے فریب اور عزائم دریا کے پار ہی ختم کر دیئے۔

پاک فضائیہ کی مدد ۷۔ ستمبر کے روز جنرل ملک نے سامبا کے علاقے میں چھان بین کرنے کے لئے پاک فضائیہ کی مدد مانگی اور شاہبازوں کو وہاں راکٹ اور گنیں فائر کرنے کی ہدایت دی۔ ایک شہباز نے اس علاقے پر غوطے میں جاکر راکٹ فائر کر دیئے۔ نیچے جو شعلے اٹھے اور جو مسلسل دھماکے ہونے لگے۔ ان سے صاف پتہ چلتا تھا کہ یہ دشمن کی اجتماع گاہ ہے۔

۶/۷ ستمبر کی رات جس توپ خانے نے چھمب جوڑیاں کی قلعہ بندیاں توڑیں اور پیادہ اور بکتر بند دستوں کو اکھنور تک پہنچایا تھا' اس کا بیشتر حصہ بریگیڈیئر امجد علی کی کمان میں سیالکوٹ آگیا۔

۷۔ ستمبر کی صبح ساڑھے تین بجے بھارت کا انفنٹری ڈویژن چاروا۔ باجرہ گڑھی کے راستے حملہ آور ہوا۔ رینجروں اور فرنٹیر فورس نے جم کر مقابلہ کیا۔ دشمن کے توپ خانے کا فائر بڑا ہی شدید اور تیز تھا اور دشمن کا دباؤ بے پناہ بھارتی فرنٹیر فورس کی پوزیشنوں کے پیچھے آنے کی کوشش کر رہے تھے۔ دن بھر اور رات کو بھی اس کوشش میں مصروف رہے۔ اپنے توپ خانے نے کارگر گولہ باری سے دشمن کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ ۸۔ ستمبر بھارت کا مشہور و معروف بکتر بند ڈویژن میدان میں آگیا اور پیادہ ڈویژن کی مدد سے معراکے' چوبارہ۔ گڈگور اور پھلورا کے دیہات پر قبضہ کرلیا۔

ادھر سیالکوٹ جموں محاذ پر بھارت کے نمبر چھبیس پیادہ ڈویژن نے حملہ کیا تھا جسے روک لیا گیا۔ اس روز چھمب جوڑیاں سے بریگیڈیئر "عظمت حیات" کا بریگیڈ سیالکوٹ کے دفاع میں آگیا۔ دشمن دراصل چونڈہ کے وسیع میدان پر قبضہ کرکے اسے مضبوط اڈہ بنانا اور یہاں سے آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ چناب تک کے علاقے پر قبضہ کرنے کے لئے اسے ایسے اڈے کی شدید ضرورت تھی۔ یہ ایک ایسی وجہ تھی کہ چونڈہ جنگ عظیم دوم کے بعد جنگوں کی تاریخ میں ٹینکوں کی دوسری بڑی جنگ کا میدان بن گیا۔ جنگ ستمبر میں اس جنگ کو فیصلہ کن جنگ تسلیم کیا گیا ہے۔

بدیانہ کا میدان جنگ ۸۔ ستمبر کی صبح جنرل عبدالعلی ملک (جو اس وقت بریگیڈیئر تھے) کو اطلاع ملی کہ دشمن کے ٹینک نخنال سے معراکے تک پھیلے ہوئے بڑھے آرہے ہیں۔ اس وقت یہ بریگیڈ چونڈہ سے دور تھا۔ صاف پتہ چلتا تھا کہ دشمن چونڈہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ جنرل نیازی (وہ بھی اس وقت بریگیڈیئر تھے) ظفروال کی طرف روانہ ہوگئے۔ بریگیڈیئر عبدالعلی کے ساتھ کرنل (اب بریگیڈیئر) نثار احمد خان کی ٹینک رجمنٹ تھی جو مکمل طور پر تیاری کی حالت میں تھی۔ اسے بدیانہ کی طرف روانہ کر دیا گیا تھا تاکہ دشمن ادھر سے آگے نہ نکل آئے۔ چونڈہ پر مورچہ مستحکم کرنے کے لئے لیفٹیننٹ کرنل محمد جمشید کی پیادہ پلٹن کو بھیج دیا گیا۔ دشمن ابھی بدیانہ تک نہیں پہنچا تھا۔ بدیانہ کو میدان جنگ میں نازک حیثیت حاصل تھی۔

کرنل نثار کی رجمنٹ کے ایک سکواڈرن نے بے مثال شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پھلورا اور ڈگری کے محاذ پر دشمن کے پورے کالم پر حملہ کر دیا۔

دشمن کے کئی ٹینک تباہ ہوئے اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ دشمن کی مزید تباہی کا باعث پاک فضائیہ بنی۔

دشمن نے گڈگور کو مضبوط مورچہ بنالیا۔ جب وہاں سے پیش قدمی کی تو میجر محمد احمد کے سکواڈرن نے حملہ کیا۔ یہ ٹینکوں کا ایک خونریز معرکہ تھا۔ جس میں میجر محمد احمد بری طرح جھلس گیا۔ اسی دن کے پچھلے پہر میجر رضا نے ٹینکوں اور میجر محمد حسین نے اپنے پیادہ جوانوں سے گڈگور کے مقام پر دشمن پر شدید حملہ کر دیا۔ دشمن کا خیال تھا کہ پاکستانی ایک کے بعد دوسرا حملہ اتنی جلدی نہیں کریں گے۔ لیکن اچانک اس پر پاکستانی توپ خانے کے گولے پڑنے لگے۔ میجر رضا نے ٹینکوں کو روک کر فائر کرنا شروع کر دیا۔ اور میجر محمد حسین کے پیادہ جوان "یاعلیؑ" اور "اللہ اکبر" کے نعرے لگاتے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ ٹینکوں اور پیادہ دستوں کا تعاون خوب تھا۔ پیادہ جوان دشمن کی پوزیشنوں میں جا گھسے تھے۔ میجر رضا کے ٹینکوں نے دشمن کے ٹینکوں کو بے بس کئے رکھا۔ اس بے خوفی کا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن کے ٹینکوں کا پورا سکواڈرن تباہ ہو گیا۔ اور پیادہ سورمے مرے بھی بہت اور بھاگے بھی تیز

بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سکواڈرن جنرل چوہدری کی اپنی پیاری سولہویں کیولری کا سکواڈرن تھا جسے اس نے "فخر ہند" کا خطاب دے رکھا تھا۔ شام ہو چکی تھی۔ ٹینک اندھیرے میں اندھے ہو جاتے ہیں گڈگور کو ہی مورچہ بنالیا گیا۔ اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا۔ کہ دشمن سے پانچ میل کا علاقہ لے لیا گیا۔

دشمن کے تباہ شدہ ٹینکوں سے جو کاغذات برآمد ہوئے ان سے پتہ چلا کہ یہ بھارت کا آرمرڈ (بکتر بند) ڈویژن ہے۔ جسے "سیاہ ہاتھی" کے نام سے پکارا جاتا ہے انہی کاغذات سے اس ڈویژن کے عزائم بے نقاب ہوئے جو بڑے خوفناک تھے۔

فائر بندی تک دشمن نے بڑی شدت سے حملے کئے اور چونڈہ کو اڈہ بنانے کی کوشش کی۔ لیکن توپخانے کی دلیرانہ اور کارگر گولہ باری' اپنے ٹینک سواروں اور پیادہ دستوں کی جانبازی اور پاک فضائیہ کی بے مثال جرات نے اسے کہیں بھی قدم نہ جمانے دیئے۔

۹۔ ستمبر کو دشمن نے ایک ٹینک رجمنٹ اور ایک پیادہ پلٹن نے چوبارہ پر جوابی حملہ کیا۔ توپ خانے کے علاوہ اسے لڑاکا طیارے بھی مدد دے رہے تھے۔ پاک فضائیہ فوراً پہنچ گئی۔ شاہبازوں نے بھارتی ہوابازوں کو ایک گولی بھی فائر نہ کرنے دی۔ دشمن کے بری دستے پسپا ہو گئے۔

دشمن کا بھرپور حملہ ۱۰۔ اور ۱۱ ستمبر دشمن نے سیالکوٹ' چونڈہ اور جسڑ پر بے پناہ گولہ باری کی۔ یہ ہمارے دفاعی مورچوں کو ختم کرنے کا اہتمام تھا۔ جو ہمارے توپ خانے اور شاہبازوں نے ناکام کر دیا۔ چونڈہ محور پر تو صبح دو بجے سے آٹھ بجے تک گولہ باری جاری رہی۔ اور انڈین ایئر فورس بھی راکٹ اور بم پھینکتی رہی۔ جس سے صاف پتہ چلتا تھا کہ بہت بڑا حملہ آنے والا ہے۔ اور وہ حملہ دن کے گیارہ بجے آیا۔ یہ بھارت کے بکتر بند ڈویژن اور امدادی توپ خانے کی پوری شدت اور عتاب تھا۔

اس کا مقابلہ ہماری تین ٹینک رجمنٹوں سے تھا۔ یہ معرکہ بہت ہی تیز اور بہت ہی خونریز تھا۔ ٹینک ٹینکوں پر آگ اگل رہے تھے۔ ٹینک شکن پیادہ دستے ٹینکوں میں پس رہے تھے۔ دونوں طرف کے توپ خانے زمین و آسمان کو ہلا رہے تھے۔

یہ چونڈہ کا ایک خونی معرکہ تھا جس میں پاکستان کے جانبازوں' پیادہ جوانوں۔ ٹینک سواروں' توپچیوں اور شاہبازوں نے شجاعت اور بے خوفی کے جو مظاہرے کئے وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پوری کتاب کا موضوع ہے انسان جلتے ٹینکوں میں جل رہے تھے۔ پاکستانی آر آر گنز اور راکٹ لانچروں والے کھلے میدان میں ٹینکوں سے لڑ رہے تھے۔

بڑا نازک وقت

اس معرکے میں بھارتیوں نے ایک ایسی چال چلی جسے بیان کرنے کے لئے نہ ہماری زبان میں الفاظ اور اصطلاحیں ہیں۔ نہ ہندو کی اپنی زبان میں۔ چال یہ تھی کہ بھارتیوں نے پہلے حملے میں ہمارے سرحدی دیہات کے سینکڑوں لوگوں کو جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں' قید کر لیا تھا۔ ٹینکوں کے اس معرکے میں بھارتی ان معصوموں کو آگے لے آئے اور انہیں اپنے مورچوں کے سامنے کھڑا کر کے ہمارے مورچوں پر فائر کرنے لگے انہوں نے زندہ پاکستانیوں کو ڈھال بنا لیا تھا۔ پاک فوج کے لئے یہ وقت بڑا ہی نازک اور صبر آزما تھا۔ یہ ایک دشواری تھی۔ پھلورا ہاتھ سے نکل گیا ان معصوم دیہاتیوں کا کیا حشر ہوا؟ گرد و غبار میں کوئی دیکھ نہ سکا۔

دو طرفہ حملہ

۱۴۔ ستمبر دشمن نے چونڈہ پر دو طرفی حملہ کیا۔ ایک پھلورا چونڈہ سڑک کے ساتھ ساتھ اور دوسرا سیالکوٹ چونڈہ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ۔ ہماری دفاعی پوزیشنیں نیم دائرے میں تھیں جنہوں نے خوب مقابلہ کیا۔ اور ۱۵۔ ستمبر تک ٹینکوں کی جنگ جاری رہی۔

۱۶۔ ستمبر دشمن نے جیسوراں کی طرف سے حملہ کیا۔ اسے وہ خالی علاقہ سمجھ رہا تھا مگر وہاں اپنے ٹینک اور پیادہ دستے گھات میں بیٹھے تھے۔ دشمن کو یہاں تک آگے آنے دیا گیا کہ وہ چونڈہ ریلوے اسٹیشن تک پہنچ گیا۔ دراصل بھارتی سڑک کے پانچویں سنگ میل تک پہنچنا چاہتے تھے جس کے لئے بھارتی ہائی کمان نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو سڑک کو اس سنگ میل سے کاٹے گا اسے "مہا ویر چکر دیا" جائے گا۔

چونڈہ ریلوے سٹیشن کے قریب "جے ہند" کا نعرہ بلند ہوا اور اس کے ساتھ ہی بھارتیوں پر تین اطراف سے قیامت ٹوٹ پڑی۔ یہ جنرل عبدالعلی ملک کا بریگیڈ تھا۔ بھارتی ٹینک اور پیادہ سپاہی تیزی سے تباہ و برباد ہونے لگے لیکن بھارتیوں نے اس روز جرات اور ہمت و استقلال کا مظاہرہ کیا۔ وہ اس معرکے میں ٹینک پر ٹینک اور پلٹن پلٹن جھونکتے چلے گئے۔ مگر شام کے اندھیرے کے ساتھ ہی بھارتی ڈھیلے پڑ گئے۔ کیوں کہ اب ٹینک ان کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے۔ اندھیرا گہرا ہوتے ہی معرکہ ختم ہو گیا۔ بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کے جانبازوں کو جس قدر خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

توقع تھی کہ دشمن اس قدر کمر توڑ نقصان کے بعد فوراً میدان میں نہیں آئے گا لیکن اس کے پاس اتنی نفری اور ٹینک تھے کہ اس نے اگلے ہی روز علی الصبح اسی شدت کا ایک اور حملہ کیا جس کا حشر کل والے حملے کا سا ہوا' پھر اس نے بوتر ڈوگراندی اور جانیوال کے علاقے پر ہلہ بول دیا۔ پاکستانی ٹینک سواروں نے یہاں بھی خوب مقابلہ کیا اور دشمن کے بہت سے ٹینک تباہ کئے۔ پھر دشمن نے چونڈہ پر مغرب سے حملہ کیا جسے پسپا کیا گیا بھارتی چند ایک ٹینک' لاشیں اور قیدی پیچھے چھوڑ گئے۔

جمعیّت بکھرنے لگی

اس معرکے کے بعد بھارت کے بکتر بند ڈویژن کی مرکزیت اور جمعیت بکھرنے لگی تھی۔ دراصل اس کا زہر مارا جا چکا تھا اور ہندوستان کا فخر چونڈہ کی مٹی میں مل چکا تھا۔!

دشمنوں کی پیادہ پلٹنوں نے ایک فریب کاری سے کام لیا۔ وہ اس طرح کہ بھارتی پلٹن رات کے وقت فائر کئے بغیر ہماری پوزیشنوں کی طرف "یا علی" کے نعرے لگاتی آتی تھی پہلی بار ہمارے جوان دھوکے میں آ چلے تھے۔ لیکن روشنی راؤنڈ فائر کرے دیکھا کہ "یا علی" کے نعرے لگانے والوں کی وردی ہری تھی۔ انہیں اور آگے آنے دیا گیا۔ ہمارے تین ٹینک کھڑے تھے انہوں نے وسیع مثلث بنا لی۔ جب بھارتی اس مثلث میں آ گئے تو وہ سمجھے کہ وہ پاکستانیوں کے عقب میں پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے "جے ہند" کا نعرہ لگایا۔ اپنے تینوں ٹینکوں نے مشین گنوں کا فائر کھول دیا۔ جو بھارتی نکل کر بھاگے انہیں انفنٹری کے جوانوں نے سٹین گنوں اور گرنیڈوں سے وہیں رکھا ان میں صرف وہی زندہ رہے جنہوں نے بھاگنے کی بجائے ہتھیار پھینک کر ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ اس طرح تین چار بار ہوا اور ہر بار بھارت نے ایک ایک پلٹن "یا علیؓ" کے نعرے کی نذر کر دی۔ بھارتیوں کی جارحیت کچلی جا چکی تھی۔

ان کے ہاتھ میں ایک بڑا مقام جیسوراں رہ گیا تھا جو ان سے ۱۹۔ ستمبر کے روز ہماری ایک ٹینک رجمنٹ کے دو سکواڈرنوں اور فرنٹیئر فورس کی ایک کمپنی نے جانبازانہ معرکہ لڑ کر لے لیا۔

پیچھے ہٹتے ہوئے

۲۱۔ ۲۲۔ ستمبر اور فائر بندی تک توپ خانوں کی جنگ جاری رہی بھارتی اب جہاں سے پیچھے ہٹتے تھے وہاں کے گاؤں کو آگ لگا جاتے تھے۔ فوجوں کی واپسی کے بعد سرحدی دیہات کو دیکھا گیا تو کسی بھی گھر کی چھت نہیں تھی نہ کواڑ تھے۔ وہ فائر بندی کے بعد دیہات کو جلاتے رہے تھے۔ اب بھارت کا سیاہ ہاتھی بلی بن گیا۔

(ہفت روزہ لاہور ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء)

بقیہ صفحہ ۴

مجھے بہت چائے پینے کی عادت تھی۔ حضرت صاحب کو اس کا علم ہوا میری بیوی کی ایک معصوم سی شکائت پر۔ آپ نے فرمایا۔ "کوئی بات نہیں۔ عادت ہے تو پیتے رہیں۔ لیکن آپ پیالی میں دودھ زیادہ ڈال دیا کریں"۔ میری عادت بھی پوری ہوتی رہی اور اس کے مضر اثرات سے اس حکمت عملی سے بچا بھی رہا۔

اس کی ایک جھلک یوں بھی نظر آئی۔ ایک پبلک تقریب میں حضرت صاحب تشریف فرما تھے۔ ان دنوں آپ سندھ والے معروف حادثہ کا شکار ہو چکے تھے۔ اور سوشل تقریبات کو آپ کی صحت کے مد نظر نسبتاً مختصر کیا جاتا تھا۔ ان دنوں محترم میاں غلام محمد صاحب سیکرٹری کے طور پر حضرت صاحب کے ساتھ ہوتے تھے۔ مختصر ضروری ایڈریس اور جواب ایڈریس کے بعد چائے نوشی شروع ہوئی۔ میں بطور میزبان حضرت صاحب کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ میرے سسر محترم میاں غلام محمد صاحب منڈلا رہے تھے کہ مبادا پروگرام اتنا لمبا نہ ہو جائے کہ حضرت صاحب کے لئے کوفت کا موجب بن جائے۔ میں حضرت صاحب کے مزاج اور چائے کے متعلق آپ کی پسند ناپسند سے واقف تھا۔ میں نے آپ کے لئے ایک پیالی بنائی جو میں نے اندازہ لگایا کہ آپ کو پسند آ گئی ہے اور یہ کہ آپ دوسری پیالی بھی شوق سے پئیں گے۔ لیکن میاں صاحب موصوف کو میرے پروگرام سے اتفاق نہ تھا۔ وہ حضرت صاحب کی صحت کے مد نظر جلد تر حضرت صاحب کو مجلس سے لیجانے پر تلے ہوئے تھے۔ انہوں نے اشاروں کنایوں سے چائے کے دور کو ختم کر دینے پر اصرار کیا۔ حضرت صاحب نے اس کیفیت کو بھانپ لیا۔ اور فرمایا کہ اختر صاحب۔ ایک ہی تو ہیڈ ماسٹر صاحب کی لگژری (Luxury) ہے۔ آپ انہیں دوسری پیالی پینے سے کیوں روکتے ہیں۔ حضرت صاحب کے ان ریمارکس پر میں نے آپ کے لئے چائے کی دوسری پیالی بنائی اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ جو آپ نے بطیب خاطر نوش فرما کر مجھے ممنون فرمایا۔

ہم جو تدریس سے منسلک تھے۔ (تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ) سکول کے چنیوٹ سے ربوہ منتقل ہو جانے پر ربوہ میں آئے تو سٹاف کوارٹر کی کمی کی وجہ سے رہائش کے متعلق تشویش میں پڑ گئے۔ ان دنوں حضرت صاحب کے اہل و عیال کے لئے مکان تعمیر ہو رہے تھے۔ مجھے حضرت صاحب نے صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کی زیر تعمیر کوٹھی میں رہائش اختیار کر لینے کا شرف بخشا میں نے وہاں ڈیرہ لگا لیا۔ تو ہم دونوں میاں بیوی نے سوچا کہ اپنی بڑی بچی۔ امۃ القیوم جو پڑھائی شروع کرنے کی عمر کو پہنچ رہی ہے۔ اس کی تقریب شروعِ قرآن حضرت صاحب سے کروائی جائے۔ میں ان دنوں حضرت صاحب کے ہاں حاضر ہو کر صاحبزادی امۃ المتین کو پڑھایا کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی اس خواہش کا حضرت سیدہ ام متین سے ذکر کیا۔ انہوں نے حضرت صاحب کی مصروفیات کے مد نظر خود ہی تقریب شروعِ قرآن کروانے کا پروگرام بنا لیا۔ یہ بات حضرت صاحب تک پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ "ماسٹر صاحب روزانہ پڑھائیں اور دیر تک۔ اور میں ان کی بچی کو پانچ منٹ بھی نہ دوں۔ امۃ الحیٔ سے کہو (خاکسار کی اہلیہ) کہ بچی کو ساتھ لیکر ابھی آ جائیں" اس پیغام کے پہنچتے ہی ہماری دلی خواہش کی تکمیل کا انتظام ہو گیا۔ حسب تعریف اللہ کے لئے ہی ہے۔ اس موقع پر ایک لطیفہ بھی ہوا۔ تقریب ایک آدھ منٹ میں تکمیل پا گئی۔ تو میری بچی نے کہا۔ "بس اتنا ہی پڑھانا تھا" حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ شاید میں اس کے باپ کی طرح خاصا وقت لونگا"۔

میں ۱۹۵۴ء میں حضرت ام متین کی خواہش پر ایک ماہ کے لئے درس و تدریس کے لئے ناصر آباد سندھ گیا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق پرائیویٹ سیکرٹری کے مشورہ سے گاڑی کنجیجی سٹیشن پر پہنچی تو مجھے لینے کے لئے موٹر گاڑی پلیٹ فارم کے سامنے کھڑی تھی۔ حضرت صاحب کے سپیشل مہمان خانہ میں رہائش کا انتظام تھا۔ عام مہمانوں کے لئے روزانہ ڈیڑھ صد کی اوسط سے لنگر خانہ کے طور پر۔ لیکن خاکسار کو حضرت صاحب کے خاص لنگر سے (جس میں صرف حضرت صاحب کے پانچ گھر والوں کو شامل کیا جاتا تھا) خاکسار کو بھی مشرف کیا گیا۔ حضرت مہر آپا (اللہ تعالیٰ ان کا سایہ صحت والی لمبی عمر کی شکل میں دیر تک قائم رکھے۔) حضرت صاحب کے اس گھریلو لنگر کی منتظمہ تھیں۔ جس روز میں ناصر آباد پہنچا اتفاق سے اسی روز حضرت صاحب کے نام مکرم حوالدار بدر عالم صاحب کا خط پہنچا کہ میرے بہنوئی صوبیدار میجر بشیر احمد صاحب کو لاہور میں دل کا عارضہ ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب کو اس خبر سے تشویش ہوئی۔ اور وہ خط میرے کمرے میں مجھے بھجوا دیا۔ ان الفاظ کے ساتھ کہ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے دعا کی ہے۔ اور اللہ نے چاہا تو وہ جلد صحتیاب ہو جائیں گے۔ اگلے دن تار آ گیا کہ خدا کے فضل سے خطرہ ٹل گیا ہے۔ یقیناً آپ کی توجہ اور دعاؤں کا ثمرہ تھا۔ مجھے اس تار کی اطلاع کے مطابق ناصر آباد سے فارغ ہوتے ہی لاہور پہنچنا تھا۔ واپسی کا انتظام مکرم منشی فتح دین صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) کے سپرد تھا۔ حضرت صاحب نے انہیں خاص ہدایت دیکر اپنی فیملی کے ساتھ میرے لئے بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹکٹ بک کروائی- اور میں خانیوال سے لاہور کی گاڑی میں حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت اپنے بہنوئی کی عیادت کے لئے روانہ ہو گیا- چند ہفتوں کے بعد میں ربوہ پہنچا تو پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے ایک ولائتی گرم سوٹ کا کپڑا دیا- جس کا میں نے سوٹ سلوایا- دو چار سال تک- بعد میں وہ سوٹ تبرک کے طور پر میرے بچوں نے بھی پہنا- بات حکمت و معرفت کی ہو رہی تھی- میرے ایک ہمعصر اور ہم پیشہ قادیان کے دور میں بڑے ظریف الطبع ہوا کرتے تھے- اپنے نام کی نسبت اپنی تعلیمی ڈگری بی کام کے حوالہ سے مشہور تھے- جب حضرت صاحب لاہور آئے- تو اپنی طبیعت کی افتاد کی مجبوری کی وجہ سے حضرت صاحب سے ملنے والوں پر نظر رکھتے تھے- محترم دولتانہ صاحب (ممتاز غالباً آکسفورڈ کے زمانہ میں حضرت صاجزادہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (بعد میں ہمارے تیسرے امام) کے ہم جماعت تھے- شروع شروع میں تو محترم دولتانہ صاحب اور نواب ممدوٹ افتخار احمد صاحب جو مسلم لیگ کے طرف سے پنجاب کے مدار المہام تھے- حضرت صاحب سے باقاعدگی سے ملا کرتے تھے- بقول بی کام صاحب جب انہیں سیاسی فضا کو صاف رکھنے کے لئے حضرت صاحب کو ملنا خلاف مصلحت نظر آنے لگا- تو انہوں نے دوری اختیار کرنا شروع کر دی- شروع میں تو کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کھلے بندوں سرعام ہماری سیاسی راہنمائی فرمائیں- حضرت صاحب بعض دفعہ فرمادیا کرتے تھے کہ ٹھیک ہے- میں کسی ایسی خدمت کی بجا آوری سے گریز نہیں کروں گا جس کی ملک کو ضرورت ہو- لیکن میں اس کا کیا کروں کہ جو کوئی بھی مشورہ لینے یا دینے آتا ہے- رات کی تاریکی میں ہی آتا ہے-

محمد محمود طاہر- ایم اے ابلاغیات

کھیل اور کھلاڑی

کھیل کو فروغ دے کر آپ نہ خود اپنی بہتر صحت کے ضامن بنتے ہیں بلکہ آپ ایک صحت مند معاشرے کی ضمانت بھی دیتے ہیں- کھیلوں کو فروغ دے کر اپنی اور دوسروں کی صحت کا خیال رکھیں- یہ یاد رہے کہ ہمارے موجودہ امام الرابع باقاعدگی سے سیر کرتے ہیں-

سال ۱۹۹۴ء الوداع ہو گیا- پاکستان نے اس سال میں کئی اعزاز جیتے ہاکی' سنوکر اور سکواش کا عالمی چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا- کرکٹ میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں- جان شیر خان نے چھٹی بار عالمی سکواش جیت کر جہانگیر خان کا ریکارڈ برابر کیا- محمد یوسف نے عالمی سنوکر جیتی- پاکستانی ہاکی ٹیم نے ہالینڈ کو ہرا کر سڈنی میں ہونے والا آٹھواں عالمی کپ جیت لیا یوں یہ اعزاز چوتھی مرتبہ حاصل کر لیا- کرکٹ میں آسٹریلشیا کپ جیتا' منڈیلا ٹرافی کے فائنل میں پہنچ گیا- (۸) میں سے (۵) ٹسٹ جیتے اور (۳۰) ون ڈے انٹرنیشنل میچز میں ۲۰ میں کامیابی حاصل کی-

کھیلوں کی مختصر خبریں پیش ہیں-

(۱) **سکواش** سکواش کی نئی عالمی رینکنگ کا اعلان کر دیا گیا ہے جان شیر خان بدستور عالمی نمبرون ہیں- پہلے دس کھلاڑیوں میں پاکستان کے صرف جان شیر خان شامل ہیں- اس کے علاوہ انگلینڈ کے (۴) آسٹریلیا کے (۳) کھلاڑی شامل ہیں- نئی عالمی رینکنگ کے مطابق جان شیر خان پہلے نمبر پر' انگلینڈ کے پیٹر مارشل دوسرے' آسٹریلیا کے روڈنی آئلز تیسرے' آسٹریلیا ہی کے برٹ مارٹن چوتھے اور سکاٹ لینڈ کے پیٹر نکول پانچویں نمبر پر ہیں-

(۲) **کرکٹ** دنیائے کرکٹ کی ۷ ٹیمیں آجکل کھیل کے میدان میں مصروف ہیں- ساؤتھ افریقہ میں منڈیلا ٹرافی کے فائنلز ہونا باقی ہیں ساتھ ساتھ نیوزی لینڈ اور ساؤتھ افریقہ کی ٹسٹ سیریز جاری ہے پہلا ٹسٹ نیوزی لینڈ نے جب کہ دوسرا ساؤتھ افریقہ نے جیتا ہے- آسٹریلیا میں ورلڈ سیریز کے مقابلوں کے علاوہ انگلینڈ اور آسٹریلیا کی ٹسٹ سیریز ہو رہی پہلے دو ٹسٹ میچز میں انگلینڈ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تیسرے ٹسٹ میں انگلینڈ کا پلہ بھاری ہے- دوسرے ٹسٹ میں آسٹریلیا کے باؤلر شین وارن نے ہیٹ ٹرک کا اعزاز حاصل کر کے اپنے (۱۵۰) وکٹ بھی مکمل کر لئے-

(ii) ڈھاکہ میں ہونے والا سارک کرکٹ ٹورنامنٹ بھارت نے بنگلہ دیش کو ۵۲ سے ہرا کر جیت لیا اس ٹورنامنٹ میں بھارت' پاکستان' بنگلہ دیش اور سری لنکا نے شرکت کی-

(iii) ۱۹۹۴ء میں پاکستانی کرکٹ ٹیم کی مختصر کارکردگی قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش ہے پاکستان نے کل (۸) ٹسٹ میچز کھیلے (۵) جیتے (۱) ہارا (۲) برابر رہے- نیوزی لینڈ اور سری لنکا کو ان کی سرزمین پر اور آسٹریلیا کو پاکستان میں سیریز میں شکست دی- بلے بازی میں پاکستانی کپتان سلیم ملک (۳) سنچریوں کے ساتھ (۴۸۰) رنز بنا کر سب سے کامیاب رہے ان کے علاوہ سعید انور (۸۳۶) رنز اور عامر سہیل (۶۶۷) رنز بنا کر نمایاں رہے- باؤلنگ کے شعبہ میں وسیم اکرم نے (۴۷) اور وقار یونس نے (۴۲) وکٹ حاصل کئے-

ون ڈے انٹرنیشنل میں پاکستان نے کل (۳۰) میچز کھیلے (۲۰) جیتے (۷) ہارے (۱) ٹائی ہوا اور (۲) بارش کی وجہ سے ملتوی ہوئے- بلے بازی میں عامر سہیل پوری دنیا میں اس کے منفرد کھلاڑی رہے جنہوں نے کیلنڈر ایئر میں (۲) سنچریوں اور (۶) نصف سنچریوں کی مدد سے (۱۰۵۲) رنز بنائے- دیگر پاکستانی بلے بازوں میں انضمام الحق نے ایک سنچری' آٹھ نصف سنچریوں کے ساتھ (۹۰۲)' سعید انور نے ایک سنچری (۴) نصف سنچریوں کے ساتھ (۸۴۷)' سلیم ملک نے (۸) نصف سنچروں کے ساتھ (۷۴۷) رنز بنائے- باؤلنگ کے شعبہ میں وقار یونس نے (۴۱)' وسیم اکرم (۳۲)' سلیم ملک نے (۲۶)' عاقب جاوید نے (۲۴)' اکرم رضا نے (۲۳) اور عامر سہیل نے (۱۹) وکٹ حاصل کر کے نمایاں رہے- وقار یونس نے ایک ہیٹ ٹرک بھی کی-

سلیم ملک نے ون ڈے میں ۵ ہزار اور ٹسٹ میں چار ہزار رنز مکمل کئے وہ اس سال کے کامیاب کپتان بھی رہے-

پوسٹ کوڈ نمبر سے مطلع فرمائیں

○ محکمہ ڈاک کے قواعد کے مطابق تاکید کی جاتی ہے کہ جملہ خریداران روزنامہ وخطبہ نمبر الفضل اپنے متعلقہ ڈاک خانہ کے پوسٹ کوڈ نمبر سے مطلع فرمائیں- تاکہ ان کے پتہ کی چٹ پر پوسٹ کوڈ نمبر لکھوا دیا جائے-

مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ

امداد برائے مستحق طلباء

○ شعبہ امداد طلباء مستحق طلباء کی امداد کے لئے صدر انجمن احمدیہ میں مشروط بآمد کے طور پر ہے- اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں-

شعبہ امداد طلباء مخیر احباب کی اعانت کا محتاج ہے- اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے-

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلباء ہے- براہ راست بنام نگران امداد طلباء یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلباء بھجوا کر ممنون فرمائیں-

(نگران امداد طلباء)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم محمد ارشد کاتب صاحب کارکن نظارت اشاعت کی اہلیہ گردے اور مثانہ کی تکلیف کی وجہ سے چند یوم سے علیل ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں- اسی طرح ان کی بہو النور ہسپتال کراچی میں زیر علاج ہے- ہر دو کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے-

سانحہ ارتحال

○ محترمہ سلیمہ صادقہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید شریف احمد شاہ صاحب (وفات یافتہ) آف گجرات شہر طویل علالت کے بعد یکم جنوری ۱۹۹۵ء کو اسلام آباد میں وفات پاگئیں-

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں- آپ کا جسد خاکی دو جنوری ۹۵ء کو ربوہ لایا گیا اور نماز جنازہ بیت المبارک میں بعد عشاء ادا کی گئی جو محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی- بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی اور مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ نے دعا کرائی-

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے-

مرکز عطیہ خون

○ مرکز عطیہ خون ربوہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایڈز (AIDS) جیسی خطرناک بیماری کی تشخیص کے لئے ایڈز ٹیسٹ نہایت مناسب چارجز کے ساتھ کرنے کی سہولت مہیا کر دی گئی ہے- کسی مریض کے لئے یا انتقال خون سے پہلے یہ ٹیسٹ کروانا مفید ثابت ہو سکتا ہے-

خون کا عطیہ لینے سے پہلے دیگر اہم ٹیسٹ جو انتقال خون سے پہلے کئے جانے لازمی ہوتے ہیں ان کا بھی معقول انتظام ہے اور خون کو محفوظ رکھنے کی سہولت بھی موجود ہے-

مرکز عطیہ خون احاطہ بیت المہدی گولبازار ربوہ میں واقع ہے اور آج کل اس کے اوقات کار صبح 9 بجے سے 1 بجے تک اور شام 5 بجے سے 9 بجے تک مقرر کئے گئے ہیں- اس دوران ٹیلی فون پر بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے جس کا نمبر 212312 ہے-

(صدر کمیٹی مرکز عطیہ خون)

خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ : 10- جنوری-1995ء
بادل اور دھند سے نمی اور ٹھنڈ میں اضافہ ہوگیا ہے
درجہ حرارت کم از کم 6 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 14 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ برطانوی وزیر خارجہ نے جو یہ کہا ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر اقوام متحدہ کی قراردادیں اب پرانی ہو چکی ہیں۔ اس بیان سے کشمیری عوام کو صدمہ ہوا ہے۔ انہوں نے بھارت میں دیئے گئے برطانوی وزیر خارجہ کے بیان پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ اپنی قراردادوں پر عملدرآمد کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالے۔ انہوں نے کہا ہم برطانیہ سے مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلے میں بہت سی توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں۔ کشمیری عوام صرف اور صرف استصواب رائے کو ہی تسلیم کریں گے۔ کشمیری عوام نے انتخابات کا ڈھونگ مسترد کر دیا ہے۔

○ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ڈگلس ہرڈ نے جو پہلے بھارت کے دورہ پر گئے تھے اور اب پاکستان آئے ہیں کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر پر ہم پاکستانی جذبات کی قدر کرتے ہیں مگر معاملہ پرانی قراردادوں سے حل نہیں ہو سکتا۔ پاکستان اور بھارت کو مذاکرات کی میز پر بیٹھنا ہو گا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ کشمیریوں کی امنگوں کا احترام لازم ہے۔

○ حکومت پاکستان نے برطانوی وزیر خارجہ کا موقف مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی قراردادیں اب بھی موثر ہیں شملہ معاہدہ کی وجہ سے یہ قراردادیں غیر موثر نہیں ہوئیں۔

○ امریکہ کے وزیر دفاع مسٹر ولیم پیری کی آمد کے موقعہ پر مسلح افواج کے کور کمانڈروں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ قومی مفادات پر سودے بازی نہیں ہوگی۔ پاکستان اس پالیسی پر گامزن رہے گا کہ مسئلہ کشمیر کو حل کئے بغیر علاقے میں سلامتی کونسل کے ایجنڈے پر عمل درآمد کو یقینی نہیں بنایا جا سکتا۔

○ امریکی وزیر دفاع کی آمد پر کالی جھنڈیوں سے ان کے استقبال کے خطرہ کے پیش نظر قانون نافذ کرنے والے ادارے چوکس ہو گئے۔ مختلف سیاسی اور مذہبی تنظیموں نے اعلان کیا تھا کہ اسلام آباد ائرپورٹ سمیت مختلف راستوں پر احتجاجی مظاہرے کئے جائیں گے۔

○ قائد اعظم کے بارے ریمارکس پر پنجاب اسمبلی میں ہنگامہ ہو گیا۔ ڈپٹی سپیکر منظور احمد موہل نے کہا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ بھٹو قائد اعظم سے بڑے لیڈر ہیں۔ تاہم اس کے باوجود انہوں نے معذرت کی لیکن اس وقت پیپلزپارٹی کے وصی ظفر ندوی نے اونچی آواز میں کہا کہ بھٹو قائداعظم سے بڑے لیڈر تھے اس پر متعدد ارکان بیک وقت بولنے لگے اور اپوزیشن کی طرف سے لعنتی' بے شرم اور بے حیا کی آوازیں بلند ہوئیں وصی ظفر نے معذرت کرنے سے انکار کر دیا۔ اپوزیشن لیڈر انعام اللہ نیازی نے کہا کہ عدالت سے پھانسی پانے والا قائداعظم کا مقابلہ کس طرح کر سکتا ہے۔ عبیداللہ شیخ نے کہا میں بھٹو پر لعنت بھیجتا ہوں شراب پیتا تھا۔ اس نے پاکستان توڑا۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے ایک امریکی ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ صلاحیت کے باوجود پاکستان نے ایٹمی ہتھیار بنائے نہ دھماکہ کیا۔ ایٹم بم کے بارے میں نواز شریف کے بیان کا مقصد امریکہ کے ساتھ تعلقات میں رخنہ ڈالنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر پر مذاکرات کے لئے ضروری ہے کہ بھارت پہلے وہاں قتل اور جبر و تشدد بند کرائے۔

○ صدر نے وزیراعظم کو ایک خط لکھ کر تیل اور گیس کے ذخائر کی نج کاری کا فیصلہ ختم کرا دیا۔ وزیر پٹرولیم کی تجویز پر وفاقی کابینہ نے او جی ڈی سی کی نجکاری کا فیصلہ کیا تھا جس پر وزیراعظم کے مشیر شاہد حسن نے اعتراض کیا۔ صدر نے شاہد حسن کے حق میں فیصلہ دیا۔ مسٹر شاہد حسن کا موقف تھا کہ ان ذخائر کی غیر ملکی کمپنیوں کو فروخت کا مطلب یہ ہوگا کہ اپنے ہی ملک سے نکلنے والا تیل خود ہی خریدنا پڑے گا۔ یہ بات قومی دفاع کے لئے بھی مسئلہ بن سکتی ہے۔ صدر کے خط کے بعد کابینہ کا فیصلہ بدل دیا گیا۔

○ گجرات میں شرپسندوں نے پٹرول چھڑک کر مسجد کو آگ لگا دی جمیعت توحید و سنت کے مرکزی ناظم نے کہا کہ ایک سازش کے تحت اہلسنت کے جذبات کو بھڑکایا جا رہا ہے۔

○ پنجاب میں نئے بلدیاتی نظام کے نفاذ کے لئے وفاقی حکومت نے چاروں صوبوں کو سفارشات بھجوا دی ہیں اس کے تحت ہر ضلع کی اپنی اسمبلی ہوگی۔ سربراہ کو ڈسٹرکٹ میئر وزراء کو ڈپٹی ڈسٹرکٹ میئر کہا جائے گا۔ ہر ضلع میں چار وزراء ہوں گے۔ ڈپٹی کمشنر ضلعی حکومت کے سیکرٹری کے طور پر کام کرے گا۔ اس ضلعی حکومت کے ذمے پرائمری سکولوں' ہیلتھ یونٹوں' ڈسپنسریوں کی تعمیر و ترقی و نگرانی کے علاوہ مختلف ترقیاتی امور سرانجام دینے کی بھی ذمہ داری شامل ہوگی۔ صوبائی حکومت میں ڈویژن سمیت ۲۳ محکمے ختم کر دیئے جائیں گے۔ ختم ہونے والے عہدوں میں کمشنر' ڈی آئی جی شامل ہوں گے یہ بلدیاتی نظام یکم جولائی ۱۹۹۵ء سے نافذ کیا جانا متوقع ہے۔ اس نظام کے تحت موسم بہار میں بلدیاتی انتخابات کا امکان ہے۔

○ بہاولنگر میں ڈکیتی کی ایک کوشش ناکام بنا دی گئی ایک ڈاکو ہلاک اور چار گرفتار کر لئے۔

○ ملتان میں ڈاکوؤں نے گن مین کو دبوچ کر بینک سے ۳۰ لاکھ روپے لوٹ لئے۔

○ کراچی میں فائرنگ اور تشدد سے سیکیورٹی گارڈ سمیت ۳ افراد ہلاک ہو گئے۔ بلدیہ ٹاؤن میں ہنگامہ آرائی کے بعد سخت کشیدگی پھیل گئی۔ اسلحہ لوٹ لیا گیا۔

○ بنک کرپشن کیس میں ملوث حبیب بنک کے سابق صوبائی سربراہ جی ایم خیراتی اور چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ عرفان ملک کو جیل بھجوا دیا گیا ہے۔ ان کے ریمانڈ کی میعاد ختم ہو گئی۔

○ مقبوضہ کشمیر میں قیامت کی سردی سے مکان برف میں دھنس گئے۔ ۴۷ افراد جاں بحق ہو گئے۔ بانہال میں ۱۰ فٹ برف پڑی شدید سردی میں بھی بھارتی فوج کی کارروائیاں جاری ہیں۔ شہریوں کو گھنٹوں برف پر ننگے پاؤں کھڑا رکھا جاتا ہے۔

○ شیخوپورہ میں مسجد کے قریب بم کا زوردار دھماکہ ہوا۔

○ سپریم کورٹ نے آئینی ماہر حاجی سیف اللہ کی آئینی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ آٹھویں ترمیم بااختیار اسمبلی نے منظور کی تھی۔ اسمبلی کی کسی کارروائی کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ عدلیہ آئین کی کسی شق کو ختم نہیں کر سکتی۔ حاجی سیف اللہ کی درخواست میں ۱۹۷۳ء کے آئین میں عدلیہ کی آزادی اور اختیارات کے حوالے سے کی جانے والی تمام ترامیم کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

قدیمی • اولین • شہرہ آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نند پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون: 254634

مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۲۵ روپے، ۶۰ گرام ۷۵ روپے، ۱۰۰ گرام ۱۲۵ روپے
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن!
ناصر دواخانہ گول بازار ربوہ
فون نمبر 04524-212434 — فیکس

احمد برادرز
• فرج • فریزر
• کوکنگ رینج
• گیزر
• واشنگ مشین
• ہیٹر کیلئے
شہناز پلازہ
چاندنی چوک
راولپنڈی
فون: 451030 ، 424994

المصوّر پبلک کال آفس
دن رات آپکی خدمت کیلئے کھلا ہے
اندرون ملک اور
بیرون ملک فوری کال کیلئے
212311
ریلوے روڈ
ربوہ